سیلاب، امداد اور مواخاتِ مدینہ

ارشار احمد عارف

21 اگست 2010، روزنامہ جنگ لاہور

کاش ہمارے حکمران، سیاستدان، دانشور اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے آزردہ شہری آزمائش کی اس گھڑی میں اِدھر اُدھر دیکھنے، اپنے غیر ملکی دوستوں اور بہی خواہوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی بجائے مواخاتِ مدینہ کی شاندار اور بابرکت روایت کا اعادہ کرتے اور 17 کروڑ میں سے صرف دو کروڑ مرفہ الحال، صاحب حیثیت اور مادی وسائل سے مالا مال افراد ان بے گھر، بے آسرا اور بے مایہ دو کروڑ متاثرین سیلاب کے ہاتھ تھام لیتے جنہیں گردش زمانہ کے سبب فوری مدد اور بھائی چارے کی ضرورت ہے۔ یوں تین ہفتے بعد بھی خیبر پختونخواہ، جنوبی پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں ہر روز بے بسی، بے چارگی اور بے حسی کی ایک نئی داستان رقم نہ ہو رہی ہوتی۔

حکومت کی کارکردگی اور ساکھ کھل کر سامنے آچکی، حکومتی اداروں کی اہلیت وصلاحیت کو کرپشن، بے ضابطگی اور اقربا پروری کے علاوہ ہر حکمران کی خواہشات کے سامنے سرنگوں ہونیکی عادت نے زنگ آلود کر دیا ہے اور اب تک منصوبہ بندی نام کی کوئی چیز کہیں نظر نہیں آ رہی لیکن مایوسی کی کوئی بات نہیں لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حکمران ابھی تک ہوا میں معلق ہیں لیکن زمین پر جذبہ خدمت خلق سے سرشار مذہبی اور فلاحی تنظیموں کے کارکن، خدا ترس شہری اور پاک فوج کے جوان اپنی مدد آپ کے تحت لوگوں کو پانی میں گھری جھونپڑیوں سے نکالنے، انہیں سایہ فراہم کرنے اور انکی بھوک پیاس مٹانے کیلئے کھانے پینے کا انتظام کر رہے ہیں، ان کے علاج معالجے کا سلسلہ بالآخر شروع ہو گیا ہے اور وزارتِ داخلہ کی گیدڑ بھبھکیوں کے باوجود کالعدم مذہبی تنظیمیں بھی اپنا کام کر رہی ہیں۔

الخدمت فاؤنڈیشن کے جناب نعمت اللہ خان، جناب عبدالستار ایدھی، بحریہ ٹاؤن ریلیف و میڈیکل ٹیم کے علاوہ دیگر سینکڑوں فلاحی و مذہبی تنظیموں کے بعد اب عمران خان بھی میدان میں اترے ہیں انہیں میر خلیل الرحمٰن میموریل فاؤنڈیشن کی شراکت سے جنگ و جیو جیسے پاکستان کے سب سے بڑے میڈیا گروپ کا پلیٹ فارم دستیاب ہے اور سترہ کروڑ پاکستانی عوام کی دعاؤں کے علاوہ پر

جوش مخلصانہ تعاون ان کی منزل کو قریب اور جدو جہد کو کامران کر دے گا۔ ادیبوں، شاعروں، قلمکاروں اور دانشوروں نے انگڑائی لی ہے اور منفرد کالم نگار جناب عطاالحق قاسمی اور نوجوان شاعر وصی شاہ کی تحریک پر تین چار روز میں لاکھوں روپے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اقبالؒ نے اس قوم کے بارے میں یونہی تو نہیں کہا تھا ''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی'' چراغ سے چراغ جلیں گے اور خیبر پختونخواہ سے سندھ بلوچستان تک اجالے ہی اجالے ہوں گے۔

ایک طرف امدادی سرگرمیاں جاری ہیں، متاثرین کی بحالی اور تعمیر نو کے منصوبے بن رہے ہیں۔ دوسری طرف ڈاکٹر امجد ثاقب کی تنظیم ''اخوت'' نے ایک اچھوتا آئیڈیا پیش کیا ہے، اخوت نے ضلع راجن پور میں سیلاب کی تباہ کاریوں سے نبرد آزما، غریب مفلس اور مفلوک الحال عوام کو مستقل بنیادوں پر دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور اپنے آپ کو پورے ملک میں پھیلانے کے بجائے صرف ایک ضلع تک محدود کر کے بیس ہزار متاثرہ خاندانوں کو مویشیوں کی خریداری، سابقہ کاروبار کی بحالی اور روزگار کا نیا سلسلہ شروع کرنے کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کا منصوبہ تشکیل دیا ہے۔ اخوت چونکہ سرکار دو عالمؐ کی طرف سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں انصار اور مہاجرین کے درمیان قائم کی جانے والی مواخات کی دیرینہ اسلامی روات کو آگے بڑھا رہی ہے اور وہ غریبوں، آفت زدگان اور بیروزگاروں کی عزت نفس، وقار اور انسانی شرف کا ہر حال میں تحفظ چاہتی ہے۔ اس لیے وہ خیرات کے بجائے تعاون اور اشتراک کے اصول پر کام کرتی ہے اور ضرورت مندوں کو ہر طرح کے نفع، انتظامی اخراجات اور سود سے پاک قرضِ حسنہ فراہم کرتی ہے۔

گزشتہ شب اخوت نے ایک تقریب میں اپنے منصوبے کا اعلان کیا۔ ڈاکٹر امجد ثاقب کے علاوہ پنجاب کے سابق گورنر خالد مقبول، جناب مجیب الرحمان شامی، سابق صدر لاہور چیمبر جناب شاہد شیخ اور پروفیسر ہمایوں احسان نے اخوت کی کامرانیوں اور قرضِ حسنہ سکیم کے معاشرے پر مثبت اثرات پر روشنی ڈالی تو سامعین کی جن میں بزنس مینوں، اہل خیر خواتین و حضرات اور قلمکاروں کی ایک بڑی تعداد شامل تھی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ لینے والے ہاتھ دینے والوں میں شامل ہو چکے ہیں اور معمولی رقم سے اپنا کاروبار شروع کرنے والے اب اخوت کو عطیات دے کر سرخرو ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نے یہ بتا کر حیران کر دیا کہ گزشتہ سال اپنا قرضہ چکانے کے بعد

چھوٹے موٹے کاروبار سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے والے غریب مگر غیرت منداورعزت دار شہریوں نے اپنی جیب سے 55لاکھ روپے کے عطیات ''اخوت'' کی نذر کئے۔اس ملک کے غریب عوام نے ثابت کیا ہے کہ وہ ''کریڈٹ وردی بھی ہیں، بنک وردی اورٹرسٹ وردی بھی'' اخوت کا عزم ہے کہ وہ لینے والے اس معاشرے کو دینے والوں کا معاشرہ بنا کر چھوڑے گی کیونکہ دینے والا معاشرہ ہی طاقتوراور توانا ہوتا ہے۔اگر اخوت کی طرح ہر فلاحی تنظیم،حکومتی ادارہ بلکہ ارب پتی خاندان کوئی نہ کوئی علاقہ،قصبہ یا گاؤں اپنے ذمے لے اور الگ الگ دائرہ کار متعین کرے تو تاریخ کی بدترین تباہی و بربادی عظیم الشان تعمیر نو اور خوشحالی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ حضور سرور کائنات نے اس خیال سے کہ انصار مدینہ میں سے کوئی اسے اپنی کم نصیبی تصور نہ کرے کہ وہ حضورؐ کا بھائی کیوں نہ بن سکا کسی انصاری سے سلسلہ اخوت قائم کرنے کی بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا بھائی قرار دیا۔حضورؐ مسجد نبویؐ کی تعمیر میں حصہ لیتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ روزانہ ایک زیر تعمیر مکان کے لیے پانی فراہم کرنے کا معاوضہ 16 کھجوریں لے کر ان میں سے 8 حضورؐ کی خدمت میں پیش

کردیتے جس سے دونوں شکم سیر ہوتے۔پاکستان میں بھوک سے مرنے والوں کے مقابلے میں بسیارخوری کی بنا پر بدہضمی،شوگر اور بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔وہ بھلا مل بانٹ کر کیوں نہیں کھا سکتے یہ ان کی صحت کیلئے بھی مفید ہے۔